37

مومن کی عملی زندگی اور سورۃ فاتحہ

(فرمودہ ۲۵- دسمبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہندوؤں کا مذہبی راہنما پنجاب یا یوپی کے علاقہ سے آیا تو ایک بڑا ہندو افسر جو آپ سے ملنے والا تھا اس نے آکر بتایا کہ ہمارے ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں- جن سے ملنے کی وجہ سے روحانیت تازہ ہو جاتی ہے- فرمانے لگے میں نے اس سے پوچھا کہ آخر روحانیت کے تازہ ہونے کا کیا سبب ہے اس نے جواب دیا کہ وہ ایسی محبت خدا تعالیٰ سے کرتے ہیں کہ گھنٹوں دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور تھکتے نہیں- چنانچہ اس نے ذکر کیا کہ ایک دن انہوں نے پانچ گھنٹے دعامیں صرف کئے تھے میں نے کہا دعاؤں کے گھنٹے تو قیمت نہیں رکھتے قیمت تو اس دعا کی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور کی جاتی ہے پس دیکھنا یہ چاہئے کہ وہ دعا کیا تھی اور کس اخلاص سے کی گئی تھی- تم مجھے یہ بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا دعائیں کی تھیں تا مجھے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کس قسم کا واسطہ اور تعلق رکھتے ہیں- فرماتے وہ تو کچھ نہ بتا سکا لیکن میں نے اسے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک دعا ہے انہوں نے تو نہ معلوم کیا کیا مانگا ہو گا مگر ہماری وہ دعا ایسی ہے جو ایک منٹ میں ادا ہو سکتی ہے- تم غور کر کے دیکھو کہ کیا کوئی پانچ گھنٹے کی دعا اس ایک منٹ کی دعا کا مقابلہ کر سکتی ہے- فرماتے تب میں نے اسے سورۃ فاتحہ لکھ کر دی اس کا ترجمہ اسے لکھایا اور اس کا مطلب اچھی طرح بتا دیا- چند دن ہوئے میں ایک جرمن مصنف کی کتاب پڑھ رہا تھا وہ شخص علوم اسلامیہ کا بہترین ماہر سمجھا جاتا ہے اور مستشرق لوگ یعنی مشرقی علوم کی دریافت اور تحقیق و تجسّس کرنے والے اسے اپنا سردار سمجھتے ہیں اس کے نام کا میں صحیح تلفظ تو نہیں جانتا

کیونکہ وہ جرمنی لفظ ہے غالباً نولڈگ یا نولڈ اس کا نام ہے اپنی کتاب میں اس نے قرآن کریم کا بھی ذکر کیا ہے اور قرآن مجید کے ذکر میں اس نے سورۃ فاتحہ کو لیا ہے اور اس کے متعلق جو بات لکھی ہے اس کا ایک حصہ تو ہر مسلمان کے دل کو خوشی اور مسرت سے بھر دیتا ہے مگر اس کا دوسرا حصہ دل کو غم اور الم سے پُر کر دیتا ہے وہ ایک ہی فقرہ جسکا آدھا حصہ مسلمان کے دل کو خوشی سے اور دوسرا آدھا حصہ غم سے بھر دیتا ہے یہ ہے کہ قرآن اس نہایت ہی خوبصورت چھوٹی اور قیمتی دعا سے شروع ہوتا ہے جس کو مسلمان ہر روز بلا ناغہ اور متواتر پڑھنے کی وجہ سے اس کی تاثیر سے متاثر ہونے سے بالکل محروم رہ گئے ہیں۔ اس کا پہلا فقرہ ایک عیسائی عالم کے مونہہ سے کتنی زبردست تعریف ہے کہ قرآن مجید کی ابتدا ایک چھوٹی مگر نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی دعا سے ہوتی ہے لیکن اس کا دوسرا حصہ کہ جس کو مسلمان بوجہ روزانہ پڑھنے کے اس کی خوبصورتی دیکھنے کی قوت کھو بیٹھے اور ان کی بینائی جاتی رہی اور ان کی نگاہ سے ان کی خوبیاں او جھل ہو گئیں نہایت درد اور رنج کے جذبات پیدا کرنے والا ہے۔ ایک عیسائی اور پکا عیسائی اگر ایک طرف اس دعا کی خوبصورتی کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کی نابینائی پر افسوس بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنی خوبصورت چیز ان کی نگاہ سے او جھل ہو گئی۔ گویا اس ایک ہی فقرہ میں جہاں وہ مسلمانوں کی عدم توجہ کا شکوہ کرتا ہے وہاں وہ اسلام پر بھی اعتراض کر جاتا ہے اور اسکی وجہ سورۃ فاتحہ کو کثرت سے پڑھنا قرار دیتا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ کم از کم بیس دفعہ مسلمان اس سورۃ کو دن رات میں پڑھتے ہیں اس لئے کہ اس نے اپنے حساب میں فرائض اور واجب نمازوں کو شامل کیا ہے اور اس طرح بیس ہی تعداد بنتی ہے کیونکہ صبح کے دو فرض، ظہر کے چار، عصر کے چار، مغرب کے تین، عشاء کے چار اور تین وتر گویا بیس دفعہ اس حساب سے سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ چونکہ کم سے کم بیس دفعہ مسلمان دن رات میں اس سورۃ کو پڑھتے ہیں اس لئے کثرت سے پڑھنے کی وجہ سے اس کی خوبصورتی ان کی نظر سے او جھل ہو گئی اور اس کے فوائد سے متمتع ہونے کا خیال ان کے دل سے نکل گیا ہے۔ مگر جس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دعا مسلمانوں کے لئے مقرر کی تھی اور جس وقت رسول کریم ﷺ نے اسے اپنی سنت سے نمازوں میں پڑھا جانا ضروری قرار دیا تھا کیا اس وقت خدا تعالیٰ کا یہ منشاء تھا کہ ہم اسے کثرت کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے اس کی خوبصورتی سے غافل ہو جائیں یا کیا رسول کریم ﷺ کی یہ منشاء تھا کہ اس طریق سے مسلمانوں کا دل اس سورۃ کی طرف مائل نہ رہے اور جس طرح کبھی کبھی کسی چیز کو دیکھ

کر شوق پیدا ہوتا ہے اس طرح اس کی طرف شوق پیدا نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں تھا اور رسول کریم ﷺ کا بھی یہ منشاء نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ میں اس دعا کے ذریعے اپنی نماز کا ایک حصہ بندوں کو دیدوں۔

پس نماز کیا ہے؟ اظہارِ عبودیت کا نام ہے نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی تحمید بیان کرنے کا نام ہے لیکن باوجود اس کے کہ نماز اظہار عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرنے کا نام ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس نماز کا ایک حصہ ہمیں دے دیا اور ایک حصہ اپنے لئے رکھا۔ ہمیں ایک حصہ اس لئے دیا تا ہم اس میں اپنے اخلاق پر نگاہ دوڑائیں اپنے فرائض پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی درخواستیں اور ضرورتیں پیش کرکے اس کے نتیجہ میں مختلف قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ سکیں۔ جس وقت ہم اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے ہیں اس وقت سے لے کر سلام پھیرنے تک تمام وقت ہم نے اللہ تعالیٰ کو دیا ہوا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے نہایت شفقت اور محبت سے کام لے کر اس نماز کا ایک حصہ اور معتدبہ حصہ اپنے بندوں کے لئے وقف کر دیا اور فرمایا کہ گو یہ وقت ہے تو میرے ہی لئے مگر میں اس کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے بندوں کے لئے وقف کر دیتا ہوں وہ بندہ جو سارا دن دنیا کے کاموں میں لگا رہتا ہے کوئی اپنی ملازمت کر رہا ہوتا ہے اور کوئی تجارت کوئی زراعت کا کام کر رہا ہوتا ہے اور کوئی دوسرا کام وہ اپنا وقت اور تھوڑا سا وقت لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور آیا اس لئے کہ تا وہ تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی اس قربانی کو دیکھا اور اسے قبول فرمایا۔ مگر ساتھ ہی کہا کہ ہم اس تھوڑے سے وقت کا بھی ایک حصہ تمہیں دے دیتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس وقتی قربانی کا بھی ایک بڑا حصہ اپنے بندوں کو واپس کر دیا کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[1] جب ہم یہ کہتے ہیں کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ[2] تو اس وقت ہم خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید نہیں کرتے بلکہ اپنی بھلائی اور بہتری کی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور فضل سے یہ دعا مسلمانوں کو ان کی روحانی ترقیات کے لئے سکھائی واقعہ میں مسلمان اس دعا سے اس قدر غافل ہیں کہ اگر آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آتے اور آج آپ کے ذریعہ اس کے معارف دنیا پر نہ کھولے جاتے تو شاید یہ سورۃ سب سے کم درجہ کی سمجھی جاتی میں اس عیسائی مصنف کی اس سمجھ اور عقل پر عش عش کر اٹھتا ہوں۔ کہ اس نے باوجود عیسائی ہونے کے باوجود

اسلام سے کوئی حقیقی تعلق نہ رکھنے کے اس سورۃ کی تاثیر اور اس کے فوائد کا اقرار کیا مگر نہ اس لئے کہ اس کی خوبصورتی کا اظہار کرے بلکہ اس لئے کہ مسلمانوں کی اس سے بے اعتنائی کا رونا روئے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان کم از کم بیس دفعہ اپنی فرض نمازوں میں اسے دُہراتے ہیں مگر باوجود اسکے انہوں نے کبھی اس کے مطالب پر بھی غور کیا؟ وہ طوطے کی طرح رٹنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ [۳] بلکہ اس سے بھی پہلے کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خدا کا نام لے کر ہم اس کام کو شروع کرتے ہیں لیکن کتنے کام ہیں جو واقعہ میں ہم خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں کتنے کاموں کی ابتداء میں ہماری نگاہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے اور کتنے کاموں کے شروع میں ہمارے اندر اخلاص اور محبت الٰہی بھری ہوئی ہوتی ہے ہم کہتے تو یہ ہیں کہ خدا کا نام لے کر ہم یہ کام شروع کرتے ہیں اور ممکن ہے بہت سے لوگ جب کھانا ان کے سامنے آتا ہو تو وہ بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر اسے شروع کرتے ہوں لیکن کتنے کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ میں ان کا کھانا بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع ہوتا ہے۔ بہت کثرت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا کھانا بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع نہیں ہوتا بلکہ بِسْمِ اللّٰہِ کہنے سے بہت پہلے سے شروع ہو جاتا ہے۔ جس وقت انہیں بھوک لگتی ہے جس وقت نرم نرم چپاتیوں اور سالن کا خیال انکے دل میں آتا ہے کیا اس وقت بھی انہیں اللہ تعالیٰ کا خیال آتا ہے۔ کیا جس وقت وہ اپنی ماؤں یا بہنوں یا بیٹیوں یا بیویوں سے کہتے ہیں کہ لاؤ کھانا کیا اس وقت بھی انہیں بِسْمِ اللّٰہِ یاد آتی ہے پھر کیا جس وقت کھانا سامنے آتا ہے اور اسے دیکھ کر بعض لوگوں کے مونہہ میں پانی بھر آتا ہے کیا اس وقت انکے مونہہ سے بِسْمِ اللّٰہِ نکلتی ہے آدھا کھانا تو بِسْمِ اللّٰہِ کہنے سے پہلے ہی کھالیا جاتا ہے پھر درمیان میں بِسْمِ اللّٰہِ کہنے سے کیا فائدہ بِسْمِ اللّٰہِ میں تو ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا ہر فعل اور ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے نام کے ساتھ ہوگا پس جب تک بِسْمِ اللّٰہِ ہماری زبانوں پر ہی نہیں بلکہ دماغوں اور دلوں پر بھی حاوی نہیں ہوتی اس وقت تک ہم اس اقرار کو پورا کرنے والے نہیں ٹھہرتے۔ ہاں اگر ہمارے ارادوں اور ہماری خواہشوں پر ہمارے دلوں اور ہمارے دماغوں پر بِسْمِ اللّٰہِ غالب آجائے تب ہم کہیں گے کہ واقعہ میں ہم اپنا ہر کام بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کرتے ہیں وگرنہ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو بِسْمِ اللّٰہِ کی حقیقت کو نظرانداز کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کپڑا پہننے سے پہلے یا کوئی بھی کام کرنا ہو تو پہلے بِسْمِ اللّٰہِ کہہ لو [۴] مگر دنیا میں کوئی ایسا کام نہیں جس کے لئے ایک عرصہ سے پہلے کوشش شروع نہیں کی

جاتی۔ ہم جس وقت اپنے کپڑوں کو میلا دیکھتے ہیں دراصل اسی وقت سے ہمیں اپنے کپڑوں کے بدلنے کا خیال آتا ہے یا جن لوگوں نے کپڑے بدلنے کی باریاں اور تاریخیں مقرر کی ہوتی ہیں وہ بھی اس تاریخ کے آنے سے کئی گھنٹے قبل یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت کپڑے بدلنے ہیں پس دراصل ہم کئی گھنٹے سے کپڑے بدل رہے ہوتے ہیں یہ نہیں کہ جس وقت کپڑے بدلنا شروع کرتے ہیں اسی وقت بدلتے ہیں کیونکہ ہماری نیت کئی گھنٹے سے تھی اور اسوجہ سے ہمارا وہ کام جس پر بِسْمِ اللّٰہِ کہنی تھی کئی گھنٹے پہلے سے شروع ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں باجماعت نماز کی انتظار میں رہتا ہے وہ دراصل نماز میں ہی ہوتا ہے[5]۔ پس جس وقت سے ہم کسی سفر کا خیال کرتے ہیں یا جس وقت سے ہم کسی کی ملاقات کا خیال کرتے ہیں یا جس وقت سے کسی مکان بنانے کا تہیہ کرتے ہیں یا جس وقت سے کھانا کھانے کا ارادہ کرتے ہیں یا جس وقت سے اپنے کپڑے بنانے یا پہننے کا ارادہ کرتے ہیں یا جس وقت سے ہم اپنی بیوی اور بچوں کی پرورش کا خیال کرتے ہیں یا جس وقت سے ہم نکاح کا ارادہ یا خیال کرتے ہیں اگر اس وقت ہم بِسْمِ اللّٰہِ نہیں کہتے اور اگر اسی وقت سے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ نہیں کرتے تو درحقیقت ہم بِسْمِ اللّٰہِ کے فرائض کو قطعاً ادا نہیں کرتے۔ پھر ہم نماز میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مگر کتنے ہم میں سے ہیں جو اس وقت دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہہ رہے ہوتے ہیں اور کتنے ہم میں سے ہیں جو فی الواقع یہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔ تم اپنے سب کاموں اور معاملات پر غور کرو تو نہ صرف بعض اوقات اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی حمد کا مادہ نہیں پاؤ گے بلکہ بعض دفعہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ظالم قرار دے رہے ہو گے۔ نا صرف وہ لوگ جن کو ظاہری صحت اور دولت نہیں ملی بلکہ وہ لوگ بھی جن کو صحت اور دولت ملی ہوتی ہے وہ بھی عام طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کرتے۔ تم کسی غریب کے پاس چلے جاؤ وہ یہی کہتا سنائی دے گا کہ میں بڑی مصیبت میں ہوں فاقے ہی فاقے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے شک نعمتیں پیدا کی ہیں مگر میرے لئے نہیں۔ پس جس شخص کا دل یہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے نعمتیں پیدا نہیں کیں یا پیدا تو کیں مگر ان نعمتوں کے چھیننے والے بھی کھڑے کر دیئے تو وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہ اگر ایسا کہے گا اور اس کی قلبی کیفیت اس کے خلاف کہہ رہی ہو گی تو وہ یقیناً جھوٹا اور منافق ہو گا۔

اللہ تعالیٰ تو اس قدر غیرت رکھتا ہے کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے بعض منافق لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آکر قسم کھا کر کہتے کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو تو واقعی اللہ کا رسول ہے مگر یہ منافق جو زبان سے تجھے اللہ کا رسول کہہ رہے ہیں یہ اپنے اس دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں[5] کیونکہ ان کے دل تجھے رسول نہیں مانتے۔ وہ خدا جو اپنے رسول کے لئے اس قدر غیرت رکھتا ہے کہ رسالت کا جھوٹا اقرار منافق لوگوں کے منہ پر مارتا ہے اور جو خدا اپنے بندوں کی خاطر اس قدر غیرت دکھلاتا ہے کیا وہ اپنی خاطر غیرت نہیں دکھلائے گا اور کیا کسی کا اس رنگ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہنا اس کے حضور مقبول ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بھلا غور تو کرو ایک وقت ہماری کافی تعداد خدا تعالیٰ کے حضور کھڑی ہو کر کہتی ہے کہ اے خدا تُو ہمارا بڑا ہی محسن ہے، ہمارا بھی اور ہمارے باپ دادوں کا بھی۔ ہماری نسلوں اور ہمارے دوستوں اور ہمارے ہم عصروں کا بھی، تُو حیوانات کا بھی محسن ہے اور نباتات کا بھی، جمادات کا بھی محسن ہے۔ اور زمین و آسمان، فرشتوں اور جنات، مخفی اور ظاہری غرض ہر چھوٹی اور بڑی چیز پر تیرے احسانات ہیں اور تُو ہی سب کا پالنے والا اور ان کی پرورش کرنے والا ہے لیکن جب ہم نماز پڑھ کر اٹھیں اور ہماری زبانوں پر یہ ہو کہ ہمیں بڑا دکھ ہے مصیبت ہی مصیبت ہے، راحت کا کوئی سامان نہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ ہماری یہ نماز مقبول ہوگی اور کون کہہ سکتا ہے کہ ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی آیت کی خوبصورتی کے قائل ہیں۔

اس موقع پر بھی مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ایک واقعہ یاد آیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا ایک لڑکا تھا (ان کی پہلی بیوی سے اولاد فوت ہو جایا کرتی تھی پھر دوسری شادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرائی) فرماتے وہ لڑکا جب جوانی کے قریب پہنچا تو مجھے امید ہوئی کہ آئندہ زمانہ میں میرا نام قائم رکھنے والا بھی خدا نے پیدا کر دیا ہے وہ بارہ تیرہ برس کا ہو گیا۔ ایک دن جب میں دربار سے آیا (اس وقت آپ جموں میں ملازم تھے) تو لڑکے نے کہا مجھے ایک گھوڑا منگوا دیں میں اس پر سواری سیکھوں گا۔ فرماتے مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میرا دل مسرت سے بھر گیا کہ اب میرا بچہ گھوڑے پر سواری کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں باہر آیا اور ایک شخص کو ہدایت دینے لگا کہ ایسا ایسا گھوڑا خرید کر لاؤ کہ اتنے میں گھر سے رونے کی آواز آئی۔ میں نے جلدی سے دریافت کیا کہ کیا ہوا تو کسی نے کہا کہ آپ کا بچہ فوت ہو گیا ہے۔ غالباً اسے کوئی دوائی دی گئی جس سے اچھو آیا اور وہ مر گیا۔ فرماتے تھے اس اچانک حادثہ کا میری

طبیعت پر نہایت ہی گہرا اثر ہوا اور اس صدمہ کی وجہ سے کچھ انقباض سا ہو گیا۔ اسی اثناء میں مغرب کا وقت آگیا اور میں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا۔ میں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر جب نماز شروع کی تو میرے منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ نکلے۔ بہت دیر ہو گئی مگر میں نے قراءت نہ شروع کی۔ مقتدی خیال کرنے لگے کہ شاید میں بُھول گیا ہوں اور خیال نہیں رہا کہ یہ بلند آواز سے قرأت پڑھنے والی نماز ہے بہت دیر ہو گئی مگر میرے منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ نکلی۔ میرے دل میں ایک لڑائی شروع تھی میں اس بات کے متعلق ایک دلیل دیتا کہ مجھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنی چاہئے مگر پھر خیال آتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے کروں میرا دل تو غمگین ہے۔ فرماتے تھے جب بہت دیر ہو گئی تو معاً مجھے خیال آیا کہ لوگ آخر اسی لئے بچے کی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بڑا ہو کر اچھے کام کرے گا اور اس طرح ماں باپ کا نام بلند ہو گا لوگ دعائیں کریں گے مگر کیا کوئی اس امر کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو گی ممکن ہے ایک شخص کا بچہ بڑا ہو کر چور بن جائے ممکن ہے ڈاکو بن جائے ممکن ہے لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا بن جائے اور لوگ بد دعائیں دیں کہ یہ تو بڑا ہی خبیث ہے اس کا باپ بھی ایسا ہی ہو گا۔ جب یہ بھی امکان ہے اور اصل عِلم غیب اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا تو وہ جو کچھ بھی کرے بہرحال ہمارے لئے وہی مفید ہے اور اس نے ضرور ہمارے لئے کسی بہتری کو مدنظر رکھا ہو گا۔ فرماتے جب مجھے یہ خیال آیا تو میرے دل میں ایک غیر معمولی بشاشت پیدا ہو گئی اور میں نے نہایت بلند آواز سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ مصیبتوں والے ہی نہیں نعمتوں والے بھی کہتے ہیں کہ ہم مصیبت میں مبتلاء ہیں۔ اگر کوئی غریب ہے تو وہ کہے گا مجھے تو خدا نے کچھ دیا ہی نہیں اور اگر کوئی امیر ہے اور اپنی تجارت یا کسی دوسرے کام میں مصروف ہے تو وہ کہتا سنائی دے گا کہ مجھے تو مرنے کی بھی فرصت نہیں تم مجھے نماز کے لئے کیا کہتے ہو۔ اسی طرح جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی وہ کہتا ہے خدا نے مجھے کیا دیا؟ اور جو اولاد والے ہیں وہ کہتے ہیں ہر وقت بچوں کا ہی فکر لگا رہتا ہے کم بختوں کو پالنا بھی بڑی مصیبت ہے۔ پھر ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ جس وقت انہیں کوئی رتبہ نہیں ملتا اس وقت یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمیں بڑا درجہ نہیں ملا۔ اور جب درجہ مل جاتا ہے تو یہ شکایت ہوتی ہے کہ لوگ ہر وقت چمٹے رہتے ہیں اور وہ اپنی ضروریات ہم سے پورا کرانا چاہتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو اس نے انسانوں کو دیں مخفی ہوں یا ظاہری ساری کی ساری ایسی

ہیں یا ان میں سے اکثر حصہ ایسا ہے جو عام انسانوں کی نظر سے پوشیدہ رہا ہے اور وہ جو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ رہے ہوتے ہیں وہ اس وقت تو نہیں مگر آگے پیچھے یہی کہتے سنائی دیں گے کہ ہم سے تو خدا نے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔ پھر جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے الرَّحْمٰن یہ تمام چیزیں جو مجھے ملی ہیں بغیر میری محنت اور کوشش کے ملی ہیں مگر کتنے ہم میں سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں انہیں بغیر محنت اور کاوش کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی صفت رحمانیت کے ماتحت ملی ہیں۔ وہ نماز میں تو کہتے ہیں کہ الرَّحْمٰن خدا نے بغیر ہماری محنت اور کوشش کے ہمیں یہ نعمتیں دیں لیکن جب خدا کی راہ میں اموال خرچ کرنے کا سوال آتا ہے تو اس وقت یہ عُذر ہوتا ہے کہ ہم نے یہ اپنی محنت سے کمایا۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ جسے ہم نے اپنی محنت سے کمایا جس کے حصول کے لئے رات اور دن ایک کر دیا وہ اب دے دیں۔ کیا یہ لطیفہ نہیں کہ نماز میں تو روزانہ کم از کم بیس مرتبہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں بغیر میری محنت کے دیں لیکن جس وقت ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال قربان کرنے کا سوال آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کماؤں میں اور کھائیں دوسرے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کو رَحْمٰن کہنے کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ بغیر محنت کے دیتا ہے۔ پس جب وہ بغیر محنت کے دیتا ہے تو وہ مال انسان کی کمائی نہیں کہلا سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کا احسان ہے۔ پھر انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے الرَّحِیْم خدا وہ ہے جو انسانی محنتوں کا اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ دیتا ہے مگر کتنے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہوں اور وہ یہ یقین رکھتے ہوں کہ ہم اگر قربانی کریں گے تو خدا چونکہ رحیم ہے اس لئے ہمیں بھی وہ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا اور ہماری قربانی ضائع نہیں ہوگی۔ دنیا میں ایسے لوگ کتنے ہیں جو یہ یقین رکھتے ہوں کہ خدا کے راستہ میں ایک آنہ دے کر ہمیں اٹھنّی واپس ملے گی۔ وہ منہ سے تو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ رحیم ہے وہ زبان سے تو اقرار کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راستہ میں اس کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مال دیتے ہیں انہیں اس کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ بہت بڑے انعامات دیتا ہے اور اتنے بڑے درجات دیتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے مگر کتنے ہیں جو قربانی کرتے وقت اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہیں اور فی الواقع اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی سمجھ کر جان و مال قربان کر دینا آسان سمجھتے ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ جوش سے قربانی بھی کرتے ہیں مگر چار دن کے بعد ان میں سے

کئی لوگ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ قربانی کر کے ہمارا نقصان ہی ہوا۔ پس وہ کہاں اللہ تعالیٰ کے الرَّحِیْمِ ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ پھر نماز میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ جزاء و سزا کے دن کا مالک ہے۔ مگر ہم میں سے کتنے ہیں جو جزاء و سزا جو خدا تعالیٰ کے اختیار میں سمجھتے ہیں۔ کیا ہزاروں مسلمان ایسے نہیں جو رات دن اپنے محلّہ کے لوگوں کو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ سمجھتے ہیں یا اپنے بیوی اور بچوں کو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ بہت سی نیکیوں سے اس لئے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں فلاں کام کرنے سے ہمارے محلّہ کے لوگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ یا ہماری قوم کے لوگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے یا ہمارے خاندان کے لوگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ پھر یہاں تک حالت گر جاتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ کام کیا تو ہماری بیوی اور بچے ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جب یہ دائیں اور بائیں بت ہیں، جب آگے اور پیچھے بُت ہیں تو خدا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کیونکر رہا اور خدا کی ما لکیت کا وقت کون سا ہوا۔ خدا تو جب مالک ہو گا اکیلا مالک ہو گا۔ اس نے تو کہہ دیا ہے میری تمام صفات توحید پر مبنی ہیں۔ میں تمہاری غلامی کو قبول کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ صرف میری ہی غلامی کرو اور میں تمہاری قربانی بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم صرف میرے لئے ہی قربانی کرو۔ میں تمہاری عبادت بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم صرف میری ہی اطاعت کرو۔ خدا یہ پسند نہیں فرماتا کہ اس کی عبادت یا اسکی غلامی یا اس کی ما لکیت میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ جس وقت کوئی دوسرا حصہ دار بنایا گیا خدا تعالیٰ فوراً ہٹ گیا۔ پھر وہ لوگ جو خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں اگر ہم نے دین کی فلاں بات مانی تو ہمارے محلے کے لوگ ناراض ہو جائیں گے یا قوم کے لوگ ناراض ہو جائیں گے یا ہمارا افسر ناراض ہو جائے گا۔ یا ہمارے دوست اور عزیز ناراض ہو جائیں گے وہ اپنے عمل سے اپنے محلہ داروں کو اپنی قوم کے لوگوں کو اپنے افسروں کو اپنے دوستوں اور عزیزوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ مگر تعجب ہے باوجود اس کے وہ منہ ہاتھ دھو کر نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور بڑے مزے سے خدا کو کہتے ہیں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اس عبادت کا کیا فائدہ اور روزانہ کم از کم بیس مرتبہ اس جھوٹے اقرار کا کیا مطلب؟

اس سے زیادہ دکھ کا موجب اور کیا ہو گا کہ ایک مسیحی مصنف تو سورۃ فاتحہ پر نظر دوڑاتا ہے اور بے اختیار یہ تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ چھوٹی مگر نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی دعا ہے۔ پھر جب مسلمانوں کے دلوں پر نگاہ ڈالتا ہے تو ڈر کر پیچھے ہٹتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنے تاریک

دل بھی کہیں ہوں گے؟ کم از کم بیس دفعہ ایک لیمپ ایک جگہ روشن کیا جاتا ہے مگر پھر بھی وہاں تاریکی رہتی ہے۔ کم از کم بیس مرتبہ ایک قیمتی دعا انکے سامنے آتی ہے اور وہ پھر بھی اس کے فوائد سے نا آشنا رہتے ہیں۔ کتنے افسوس اور رنج کی بات ہے کہ مسلمان ایسی قیمتی دعا سے غافل ہو گئے اور ایک عیسائی کو کہنا پڑا کہ مسلمانوں نے اس خوبصورت مگر قیمتی دعا سے منہ پھیر لیا۔ یہ ایک تازیانہ ہے جو مسلمانوں کے جگانے کے لئے ہے اور گو بظاہر معمولی الفاظ ہیں مگر ان میں بہت بڑی زجر اور توبیخ پائی جاتی ہے۔ یہ اس مسلمان کے لئے مرجانے کا مقام ہے جسے سورۃ فاتحہ نظر نہیں آتی مگر ایک عیسائی مصنف کو دکھائی دیتی ہے۔ پھر وہ افسوس کرتا ہے کہ وہ چیز جو اتنی خوبصورت ہے اس سے مسلمانوں نے کیونکر غفلت اختیار کرلی۔ مگر دوسروں کا گلہ جانے دو انہوں نے تو اور بہت سی باتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تم جو اس مأمور کی اطاعت کرنے والے ہو جس کے متعلق پہلے انبیاء نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اس پر سورۃ فاتحہ کے معارف کھولے جائیں گے اور جس کے متعلق بائیبل میں لکھا گیا تھا کہ "میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا"۔[8]

"اس کا چہرہ آفتاب کی مانند تھا اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب تھی۔"[9]

"وہ مامور دنیا میں آیا اور اس نے اس فتوحہ یعنی سورہ فاتحہ کی ایک مہر کو توڑا اس کے علوم کو دنیا میں پھیلایا۔ تم جو اس مامور کو ماننے والے ہو اپنے نفوس میں غور کرو اور سوچو کہ تم نے اس سورۃ فاتحہ سے کیا فائدہ اٹھایا اور اس فتوحہ سے تم نے کتنی فتوحات حاصل کیں۔ اگر تم میں سے کسی نے اس کے ذریعہ پہلے کچھ حاصل نہیں کیا تو کم از کم اب توجہ کرو اور اس کے معارف سے آگاہی حاصل کرو۔ یہ ایک رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے دی یہ ایک خزانہ ہے جو اس نے بخشا یہ وہ انعام ہے جس سے بہتر دنیا میں نہیں مل سکتا۔ نہ زمینوں میں نہ زمین کے خزانوں میں نہ ہی آسمان میں۔ یہ خلاصہ ہے تمام قرآن مجید کا اور یہ خلاصہ ہے ان تمام روحانی ترقیات کا جو انسان کو حاصل ہو سکتی ہیں۔ پس جس نے پہلے فائدہ حاصل نہیں کیا وہ اب حاصل کرلے۔

(الفضل ۳۱۔ دسمبر ۱۹۳۱ء)

۱؎ الفاتحۃ: ۶

۲۔ الفاتحۃ:۷
۳۔ الفاتحۃ:۲-
۴-۵۔ بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ
۶۔ المنٰفقون:۲
۷۔ الفاتحۃ:۴
۸۔ مکاشفہ باب ۵ آیت ۱ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء
۹۔ مکاشفہ باب ۱۰ آیت ۱، ۲ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء